زکوۃ ادا کرنے کے وکیل کا آگے وکیل بنانا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے ایک شخص نے زکوۃ کی مد میں مدرسے کے طلباء کے لئے کپڑے اور نصاب کی کتابوں کے سیٹ دیئے کہ یہ مستحقِ زکوۃ طلباء کو دینی ہیں ۔ میں نے مدرسے میں جا کر مستحق طلباء تک کپڑے اور کتابیں پہنچا دیں لیکن کچھ طلباء چھٹی پر تھے تو میں نے ان کے کپڑے اور کتابیں مدرسے کے ناظم کے حوالے کر دیں اور انہوں نے اگلے دن ان بچوں کے حوالے کر دیں ۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس طرح زکوۃ ادا ہو جائے گی جبکہ مالک نے صرف مجھے زکوۃ کی ادائیگی کا وکیل بنایا تھا؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب کوئی شخص کسی کو وکیل بنائے ، تو وہ مؤکل کی اجازت کے بغیر کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا لیکن زکوۃ کی ادائیگی کے معاملہ میں اگر مالک نے کسی کو وکیل بنایا ، اس وکیل نے مالک کی اجازت کے بغیر کسی اور کو وکیل بنا دیا اور اس وکیل نے زکوۃ ادا کر دی ، تو اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی ، کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی کا مقصد یہ ہے کہ زکوۃ دینے والا بخل سے بری ہو جائے اور زکوۃ وصول کرنے والے مستحق فرد کو نفع حاصل ہو جائے اور یہ مقصد وکیل یا وکیل کے وکیل سے بھی حاصل ہو جائے گا ۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں آپ نے ناظم جامعہ کے ذریعہ مستحق طلباء تک کپڑے اور نصاب کی کتابیں پہنچا دیں تو بھی مذکورہ صورت میں زکوۃ ادا ہو گئی ۔

ردالمحتار میں ہے :

”للوکیل بدفع الزکاۃ أن یوکل غیرہ بلا إذن“

یعنی زکوۃ کی ادائیگی کے وکیل کو اختیار ہے کہ وہ بلا اجازت دوسرے کو وکیل بنا دے ۔ (ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 270، مطبوعہ : بیروت)

تنویر الابصار و درمختار میں ہے :

”(الوكيل لا يوكل إلا بإذن آمره) لوجود الرضا (إلا) إذا وكله (في دفع زكاة) فوكل آخر ثم دفع الأخير جاز ولا يتوقف“

یعنی وکیل کسی دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا مگر یہ کہ آمر (حکم دینے والے) کی اجازت ہو کہ اس صورت میں رضا مندی پائی جائے گی۔ ہاں! جب اس کو زکوۃ کی ادائیگی کے معاملہ میں وکیل کیا، اس نے دوسرے کو وکیل بنا دیا، پھر اس دوسرے نے زکوۃ ادا کی تو جائز ہے اور مالک کی اجازت پر موقوف نہیں۔ (الدر المختار مع تنویر الابصار، جلد5، صفحہ527، مطبوعہ: بیروت)

تکملۃ رد المحتار میں ہے:

”لان المقصود منها البراءة من سمة البخل فی حق المزکی ونفع الفقیر القابض لها فلذا جاز النیابة فیها عند العجز والقدرة ولا فرق فی ذلک بین نائب ونائب“

یعنی اس وجہ سے کہ زکوۃ کی ادائیگی سے مقصود زکوۃ دینے والے کے حق میں بخل کی صفت سے بری ہونا اور زکوۃ پر قبضہ کرنے والے فقیر کا نفع ہے، لہٰذا خود ادائیگی پر قدرت ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں نیابت جائز ہے اور اس میں ایک نائب و دوسرے نائب میں کوئی فرق نہیں۔ (قرۃ عیون الاخیار تکملہ رد المحتار، جلد11، صفحہ447، مطبوعہ: کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے: ”زکوۃ کے وکیل کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے کو وکیل بنا دے“ (بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ888، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہارِ شریعت میں ہے: ”ایک شخص کو زکوۃ کے روپے دے کر کہا کہ فقیروں کو دے دو، اس نے دوسرے کو کہا، اس نے تیسرے کو کہا غرض یہ کہ جو بھی فقیروں کو دے دے گا، زکوۃ ادا ہو جائے گی“ (بہارِ شریعت، جلد2، صفحہ998، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13801

تاریخ اجراء: 29شوال المکرم1446ھ/28اپریل2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net